ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت
مولانا احمد علی لاہوری
قدس اللہ سرہ العزیز

دارالعلوم دیوبند

وہ دین جس نے اپنے پیروؤں کو حق کے لیے مر مٹنے کا جذبہ اور عقیدہ دیا تھا انگریزی اقتدار کے سائے میں اس کا نام و نشان برّصغیر سے مٹا دینے کے گھناؤنے منصوبے بنائے جانے لگے تو دیوانگانِ عشقِ محمدؐ اور پروانگانِ شمعِ آزادی کے قائدِ جلیل مولانا محمّد قاسم نانوتویؒ اور اُن کے رفقاء نے بارگاہِ نبوّتؐ سے اشارہ پاکر ہندوستان کے ایک دُور اُفتادہ چھوٹے سے قصبے "دیوبند" میں ایک دارالعلوم کی بُنیا د رکھی جس کے فیض یافتگان نے ظلم و جہالت، جبر و ستم اور بدعات والحاد کے سرکش دیو کو بند کر کے علم و آگہی، نیکی، ہدایت حُبّ ملّت اور توحید و سنّت کے نور کو اطرافِ عالم میں پھیلا دیا۔ آج دُنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس میں دارالعلوم دیوبند کے خوشہ چیں قال اللہ وقال الرّسولؐ کے ترانوں سے اہلِ ایمان کی روحوں کو تازگی عطا نہ کر رہے ہوں۔

* ——— عبدُالرّشید انصاری

صفحہ ۳ پر اداریہ بھی ملاحظہ فرمائیں

۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان
جلد ۳۱ ★ شمارہ ۲۴

بیاد
جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ حضرت
مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ العالی

مجلس ادارت
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : ۲/- روپے
چندہ سالانہ
سالانہ ۸۰/- روپے
ششماہی ۴۵/- روپے

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

نقطۂ نظر

شیخ الہند سیمینار

جنگ آزادی کے عظیم رہنما کی یاد میں دہلی میں تقریب

۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کو مرکزِ اہل حق جامع مسجد مولانا احمد علیؒ شیرانوالہ دروازہ لاہور سے جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری کے زیرِ قیادت تین سو مجاہد علماءِ حق کا وفد دہلی روانہ ہو رہا ہے جس میں قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفۂ مجاز اور برصغیر کے ممتاز خطاط حضرت سیّد انور حسین شاہ نفیس رقم، جامعہ اشرف المدارس فیصل آباد کے مہتمم مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی نائب مولانا محمد اجمل خان، مولانا زاہد الراشدی مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے فرزند حضرت مولانا عبد البر، دار العلوم کبیر والہ کے مولانا مفتی محمد انور، جامعہ عثمانیہ شورکوٹ کے مہتمم اور امام الہدیٰ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور قدس سرہٗ کے خلفاءِ مجازین حضرت مولانا مفتی سیّد جاوید شاہ صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد ظریف صاحب اور حضرت مولانا قاری عبدالحیٔ عابد صاحب بھی شامل ہیں ——— پاکستان کے جیّد علماء اور دینی رہنماؤں کا یہ وفد دہلی میں یکم جنوری سے منعقد ہونے والے شیخ الہندؒ سیمینار میں شرکت کرے گا——— اس سیمینار میں جنگِ آزادی کا آغاز کرنے اور دین وملت کے لیے برطانوی عہد استبداد کے خلاف قربانی پیش کرنے والے علماءِ حق کے قائد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کو خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔ آج مغرب زدہ اور لادین عناصر یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ علماء ربانی اور دینی رہنماؤں کی سرگرمیاں مسجد و مدرسہ کی چاردیواری کے اندر نمازیں پڑھنے اور کتابیں پڑھنے پڑھانے تک محدود رہی ہیں جب کہ برصغیر کی پونے چار سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ان بوریا نشینوں نے جب بھی ملت کی کشتی کو طوفانوں میں گھرا دیکھا تو اسے ساحل سے ہم کنار کرنے کے لیے نتائج کی پروا کیے بغیر وہ منجدھاروں میں کود پڑے ہیں۔ گوالیار کا قلعہ، شاملی کا میدان اور بالاکوٹ کی وادیاں آج بھی ان کی عظمتوں کے

ناشر، میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور۔ مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

درسِ حدیث

مولانا حمید الرحمٰن عباسی صاحب

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْاَۃَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْہُ اِلٰی نِکَاحِہَا فَلْیَفْعَلْ (ابوداؤد)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے پھر اگر طاقت رکھتا ہے کہ وہ چیز دیکھے جو داعی نکاح بنتی ہے تو اسے ایسا کر لینا چاہئے۔

ربط : پہلی حدیث میں یہ مسئلہ گزرا ہے کہ مرد اپنی منگیتر کو دیکھ سکتا ہے اور اس میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے داعی مقام کو دیکھ سکتا ہے یعنی شکل وصورت وغیرہ۔

تشریح وہی ہے جو پہلی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتَہَا لِزَوْجِہَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہَا (متفق علیہ)

ترجمہ : نقل ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ ہم بستر ہو کر لیٹے ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ تاکہ پھر تعریف کرے دوسری کی سامنے اپنے خاوند کے گویا کہ وہ دیکھ رہا ہے طرف اس کے۔ (اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے)

ربط : اس حدیث کا ربط پہلی حدیث سے یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اپنی منگیتر کو دیکھنے کی اجازت بیان ہوئی ہے اور اس حدیث میں غیر محرم اور غیر منگیتر کا شہوانی طور پر تصوّر منع فرمایا ہے۔

تشریح : اس حدیث پاک سے تین چیزیں معلوم ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ ایک عورت عریاں ہو کر دوسری عورت کے ساتھ نہ لیٹے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کسی عورت کے حسن جمال وغیرہ کو اپنے خاوند کے سامنے نہ بیان کرے، کیونکہ اس میں بدی کا میلان پیدا ہو گا۔ تیسری چیز یہ معلوم ہوئی کہ کسی غیر محرم عورت کا شہوانی طور پر تصوّر بھی ناجائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِی الْمَرْاَۃُ اِلَی الْمَرْاَۃِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ : حضرت ابی سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عریاں ہو کر لیٹے ایک دوسرے مرد سے ایک کپڑے میں اور نہ عریاں ہو کر لیٹے عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے میں۔

ربط : اس حدیث پاک کا ربط پہلی سے قبل حدیث سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اُس میں یہ فرمایا تھا کہ اپنی منگیتر کے ظاہری حسن وجمال اور شکل وصورت وغیرہ کو دیکھ سکتا ہے اور یہاں یہ فرمایا ہے کہ اس کے ستر کے مقام کو نہیں دیکھ سکتا۔

تشریح : اس حدیث پاک میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دو چیزوں سے منع فرمایا ہے ایک یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے آدمی کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور دوسری چیز یہ ہے کہ دو مرد ننگے بدن اور برہنہ ہو کر باہم نہ لیٹیں اور دو عورتیں باہم ننگے بدن اور برہنہ ہو کر نہ لیٹیں اور وجہ اس کی یہ ہے

گیت گاتی ہیں۔

۱۶۰۸ء میں انگریز نے جب اپنا پہلا ناپاک قدم برّصغیر میں رکھا اور جہانگیر سے اجازت حاصل کرکے تجارتی مراکز کی تعمیر شروع کی تو عین اسی وقت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زیرِ قیادت اہلِ حق دینِ حق کی شمع کو زندقہ والحاد کے تیز و تند طوفانوں سے بچانے کے لیے سرگرمِ عمل ہو چکے تھے۔ انہیں قلعۂ گوالیار میں قید کر دیا گیا کیونکہ وہ شہنشاہِ ارض و سما کے مقابلہ میں بادشاہِ ہند کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہ ہوئے تھے ؎

ہند میں وہ سرمایۂ ملت کا نگہباں
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

جب ہندوستان پر انگریزوں کی طاقت کو غلبہ حاصل ہو گیا اور ہر جگہ ان کے جبر و ظلم نے بال و پر پھیلانے شروع کیے تو خطرات کو پوری طرح بھانپ کر نواب سراج الدولہؒ اور سلطان میسور ٹیپو شہیدؒ کو غیرتِ ملی اور جذبۂ جہاد سے سرشار کرکے میدانِ جنگ میں لانے والی علماء کی بہت بڑی جماعت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی رہنمائی میں کام کر رہی تھی۔

جب پنجاب کے راجہ رنجیت سنگھ نے انگریزوں سے سازباز کر لی اور اپنے علاقہ میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو فرنگی سامراج اور سکھا شاہی راج کے ظلم کی زنجیریں کاٹ کر اس خطّہ کو آزاد کرانے اور پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک اسلامی مملکت بنانے کے لیے جدّوجہد آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور امام ولی اللہ دہلویؒ کے پوتے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قیادت میں جاری ہوئی تھی انہیں وسطِ ہند سے بالاکوٹ کی وادی تک ملّت کے دکھوں کا درد دین کی محبت اور شوقِ شہادت کھینچ لایا تھا ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ ان کو
فقط اک تیری لذّتِ آشنائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ تحریکِ جہاد ۱۸۳۱ء میں سرفروشوں کی شہادت پر منتج ہوئی اور ان کے خونِ شہادت نے درحقیقت ڈیڑھ سو سال پہلے پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھ دیا تھا۔ جذبۂ حرّیت و آزادی سے سرشار مگر جدید وسائل سے تہی دامن "مذہبی جنونی مسلمانوں" کا یہ گروہ علماءِ حق کی قیادت میں ۱۸۵۷ء میں ایک بار پھر طوفان بن کر افقِ ہند پر طلوع ہوا مگر برطانوی سامراج کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر آ چکا تھا اور اسے غدّارانِ ملک و ملّت وافر مقدار میں میسّر آ گئے تھے اس لیے غلامی کی رات طویل تر ہوتی چلی گئی۔ پھر وہ دن جس نے اپنے پر دول کو حق کے لیے مرمٹنے کا جذبہ اور عقیدہ دیا تھا۔ انگریزی اقتدار کے سائے میں اس کا نام و نشان برّصغیر سے مٹا دینے کے گھناؤنے منصوبے بنائے جانے لگے تو دیوانگانِ عشقِ محمدؐ اور پروانگانِ شمعِ آزادی کے قائدِ جلیل مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء نے بارگاہِ نبوّت سے اشارہ پاکر ۱۸۶۷ء میں ہندوستان کے ایک دور افتادہ چھوٹے سے قصبہ "دیوبند" میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کے فیض یافتگان نے ظلم و جہالت، جبر و ستم بدعات والحاد کے سرکش دیو کو بند کرکے علم و آگہی، نیکی، ہدایت، حبّ ثلاث اور توحید و سنّت کے نور کو اطرافِ عالم میں پھیلا دیا۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس میں دارالعلوم دیوبند کے خوشہ چیں قال اللہ و قال الرسولؐ کے ترانوں سے اہلِ ایمان کی روحوں کو تازگی عطا نہ کر رہے ہوں۔ اسی دارالعلوم دیوبند کا پہلا طالب علم محمود حسن دیوبندیؒ جب جلوہ آراء مسندِ دین و حکمت ہوا اور اس نے اپنے بزرگوں کی خلافت کی عبا زیبِ تن کی تو اس کا جاہ و جلال چودھویں رات کے چاند کی مانند نور برسانے لگا۔ پاک باطن مردانِ راہِ خدا اس کے گرد ہالہ بنا کر مؤدب بیٹھ گئے اور تاریکیوں کے سینے چاک کرنے کے لیے اس سے علم و عمل کا

درس لیتے رہے۔ ان میں سے کوئی منکرینِ ختمِ نبوّت کے خلاف علمِ جہاد لے کر نکلا تو دنیا نے اُسے امام المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ کہا۔ اگر کوئی غریب محنت کشوں اور کسانوں دیہاتیوں کو کلمہ کی محنت سکھانے کے لیے کمربستہ ہوا تو دُنیا نے اسے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کہہ کر پکارا — اگر کوئی اُمت کی اصلاح کے لیے قلم و کاغذ لے کر خانقاہ میں جا بیٹھا اور اس نے دینِ اسلام کی تعلیمات کو عربی سے اُردو میں منتقل کرکے برّصغیر کی مسلم اقوام کی ہدایت کے دروازے پوری طرح کھول دیے تو مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کو حکیم الامت کے لقب سے نوازا گیا اور ان میں سے کسی نے اگر حدیث و تفسیر کی مسندِ تدریس سنبھالی، ارواح و قلوب کے تزکیہ کے لیے اسوۂ پیمبریؐ پر عمل کیا اور باطل کے خلاف فراستِ ایمانی کی تلوار لے کر قائدانہ شان سے فی سبیل اللہ گامزن ہوا تو دنیا نے مولانا حسین احمد مدنیؒ کو شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام کہہ کر یاد کیا — شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے ایسی نابغۂ روزگار شاگردوں میں پنجاب کی ایک سکھ عورت مائی جیونی کا بیٹا بھی تھا جس نے حضرت آمنہ کے دریتیمؐ کا کلمہ پڑھا تو کوئی بھی اس کے ساتھ نہ رہا۔ وہ دریاؤں، صحراؤں کو عبور کرتا ہوا دیوبند پہنچا تو شیخ کی نگاہِ مردم شناس نے نومسلم نوجوان عبید اللہ میں چھپے ہوئے جوہر کو پہچان لیا۔ انہوں نے پھر اسے وہ پیار دیا جو اکثر والدین بھی اپنی اولاد کو نہیں دے سکتے۔ دینی علوم کی روشنی اور ملّی درد کی فراوانی نے شیخ الہندؒ کے اس ہونہار شاگرد کو جہادِ آزادی کی صفِ اوّل میں لا کھڑا کیا۔ اہلِ نظر نے اسے بوذرِ عصر کہا۔ اہلِ علم نے اسے ولی اللّٰہی افکار کا مجدّد قرار دیا۔ انگریز نے اسے باغیوں کی مجوّزہ حکومت کا وزیرِ جنگ اور جنود ربانیہ کا سربراہ بتایا اور دنیا اسے امام انقلاب کے الفاظ سے یاد کرتی ہے۔ شیخ الہندؒ اور ان کی جماعت نے انگریزی استعمار کے قصرِ غرور و تسلّط کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لیے انگریز کی مخالف حکومتوں سے سازباز کر کے باہر سے حملہ کروانے، اندرونِ ملک بغاوت برپا کرنے اور تمام مسلم حکومتوں کو انگریز کے خلاف متّحد کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس لائحۂ عمل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور ان کی جماعت نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو معتمد بنا کر کابل بھیج دیا جہاں انہوں نے افغانستان، روس، ترکی اور جرمنی وغیرہم سے رابطے اور معاہدے قائم کیے مگر عربوں کی بغاوت اور ترکوں کی شکست کے باعث آزادی اور اتحاد کی اس تحریک کو زبردست دھچکا لگا، تاہم شیخ الہندؒ کا یہ قافلۂ جہاد قدم بقدم بڑھتا چلا گیا اور طے پایا کہ ۱۹ فروری ۱۹۱۷ء کو کراچی، کوئٹہ، پشاور اور اوگی کے محاذوں پر شب خون مارا جائے اور اسی روز دہلی میں آزادی کا پرچم لہرا دیا جائے۔ زرد رنگ کے ریشمی رومال کابل، پشاور، دہلی، دین پور (سندھ) کراچی، دیوبند اور حجاز کے مراکزِ تحریک کے مابین رابطوں اور ترسیلِ پیغامات کا ذریعہ بنے ہوئے تھے مگر صد حیف! کہ ملتان کا ایک وطن فروش، غدارِ ملک و ملت سرکاری افسر "ریشمی رومال حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور انگریز حکومت پر یہ راز فاش ہو گیا کہ بوڑھا شیخ الہندؒ اور اس کا شاگرد عبید اللہ سندھیؒ برطانوی استعمار کا کانٹا جسدِ وطن سے نکال پھینکنے کے لیے کیا کچھ کر رہے ہیں ؎

قسمت کا کھیل دیکھیے ٹوٹی کماں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

پھر کیا تھا آزادی کے متوالوں پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی۔ تحریک کے تمام مراکز پر انگریز حکومت نے چھاپے مار کر رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔ مرکزِ فکر ولی اللّٰہی نظارۃ المعارف دہلی سے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کو حراست میں لے کر ان کی خانہ تلاشی اور جامہ تلاشی لی گئی۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن اور شیخ الاسلام

مولانا حسین احمد مدنیؒ کو شریف مکہ نے گرفتار کر کے انگریزوں کے سپرد کر دیا۔ انگریزوں نے انہیں وطن سے ہزاروں میل دور اور سمندر پار جزیرہ مالٹا میں قید کر دیا۔ اس طویل اور صبر آزما قید سے ۸ رجون ۱۹۲۰ء کو رہائی پا کر وطن واپس پہنچے تو بڑھاپے اور پے در پے حوصلہ شکن حادثات کے باوجود شیخ الہندؒ گوشہ نشین ہو کر نہ بیٹھے۔ آزادی کے مجاہد اپنے قائد کی چارپائی اٹھا کر اجتماعات میں لے جاتے۔ وہ خود اپنا پیغام حریت نہ پڑھ سکتے تو اپنے کسی خادم سے پڑھواتے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اسلام کے عقیدۂ جہاد اور علوم نبوت و کتاب اللہ کی جامع شخصیت تھے۔ وہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی روایات اتباع سنت، عشق رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ کے وارث اور امین تھے۔ ان کی تحریک ریشمی رومال" صرف برصغیر کی آزادی کے لیے نہیں پورے عالم اسلام کی حیات نو اور تمام مظلوم اقوام کی نجات کے لیے تھی۔ جمعیۃ علماء ہند ان کی یاد میں ۱۹۸۶ء کے آغاز پر دہلی میں عظیم الشان سیمینار منعقد کر رہی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے جانشین حضرت مولانا اسعد مدنی نے پاکستان کے علماء کو بھی سیمینار میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ہماری سوچی سمجھی ہوئی رائے ہے کہ اگر برصغیر کے مسلمان اپنا تعلق حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مجددانہ پروگرام سے قائم نہیں کریں گے تو وہ اپنی تاریخی عظمت کھو بیٹھیں گے۔ اگر مفکرین کا کوئی طائفہ ہمارے اس فکر کو قابل قبول سمجھے تو پھر ہم دنیا کو بتائیں گے کہ ہمارے دور کو فتاویٰ عالمگیری کے تدوینی زمانہ سے ملانے کے لیے کوئی مردہ وثقیٰ مل سکتا ہے تو وہ فقط حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہی ہو سکتے ہیں۔"

آج ولی اللہی جماعت اور قافلہ شیخ الہندؒ ہند و پاک میں انتشار و افتراق کا شکار ہو کر ناکامیوں اور مجبوریوں میں اس لیے مبتلا ہے کہ اس کے افراد کے فکری رشتہ کا تسلسل پہلے کی طرح مربوط نہیں رہا۔ اگر وہ اپنی عظمت رفتہ کی بازیابی چاہتے ہیں اور دنیا میں عزت کے ساتھ وہ زندہ رہنے کے خواہش مند ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین و ملت کی پہلے کی طرح خدمت کریں اور دنیا ان کی دینی و علمی قوت و شوکت کا اعتراف کرے تو انہیں اس تاریخی اجتماع میں ولی اللہی فکر اور حضرت شیخ الہندؒ کے جذبۂ عمل کو بروئے کار لانے اور گروہی عصبیتوں سے دستبردار ہونے کا عہد کرنا ہوگا۔ آج ملت اسلامیہ کو خارجی اور داخلی اعتبار سے جن تباہ کن خطرات کا سامنا ہے ان کے مقابلہ کے لیے ضروری ہے کہ کاروان اہل حق اپنی صفوں میں اتحاد و نظم پیدا کر کے اپنے لیے نظام عمل تجویز کرے۔ ہمیں امید ہے کہ دہلی کا شیخ الہند سیمینار انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں دین کی تازہ بہاروں کی آمد کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

عبد البری الازہر

بقیہ: چیف جسٹس ---

یہ نہیں معلوم کہ کتنا عرصہ گذرا لیکن ایک دن قاضی صاحب عدالت نہیں گئے یہ غیر حاضری کا پہلا موقع تھا۔ لوگ انہیں دیکھنے گھر پہنچے۔ ایک کوٹھڑی میں وہ کھردری چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ لوگ پہنچے تو اٹھ بیٹھے بولے۔۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مزید خدمت نہیں کر سکتا۔ میں نے حکومت سے کہا ہے کہ اب مجھے چھوڑ دیا جائے۔ آج یہ اجازت مل گئی ہے۔ ادھر سسلی کے لوگوں نے روتی آنکھوں انہیں رخصت کیا۔ ادھر سوس والے ان کے لئے چشم براہ تھے۔ وہاں پہنچے تو قاضی صاحب بولے۔۔ دیکھ لو! جو ساتھ لے گیا تھا وہی میرے پاس ہے اور کچھ نہیں!

مجلسِ ذکر

مرتب: ندیم احمد القاسمی

ایمان لانے کے بعد دل کا تزکیہ بھی ضروری ہے

دلوں کی آلودگیاں ذکرِ الٰہی سے دور ہوتی ہیں

معرفتِ حق کے بغیر انسان کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے

گذشتہ دنوں جناب محمد ابراہیم گابا اور مولانا فیض محمد فیض نقشبندی کی دعوت پر جانشین امام الہدیٰ حضرت میاں صاحب کراچی تشریف لے گئے تھے۔ اس دوران آپ نے متعدد اجتماعات عام میں خطاب کے علاوہ صدیقیہ مسجد میمن سوسائٹی کھڈہ اور جامعہ قاسمیہ ہاشمیہ نارتھ کراچی میں مجالس ذکر بھی منعقد کروائیں۔ جناب محمد ابراہیم گابا صاحب نے میمن سوسائٹی میں مجلس ذکر کے موقعہ پر حضرت میاں صاحب کے خطاب کی کیسٹ ہمیں ارسال فرمائی ہے جسے مولانا ندیم احمد قاسمی نے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ ہم اسے قارئین خدام الدین کے استفادہ کے لئے شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (انصاری)

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: وہی ہے جس نے مبعوث کیا امیوں میں رسول، انہی میں سے، جو پڑھتا ہے ان کے سامنے آیتیں اس کی، اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔"

قرآن عزیز کی یہ آیت حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار فرائض کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کلام اللہ جہاں بعثت رسول علیہ السلام کی اور وجوہات بیان کرتا ہے وہیں یہ بھی واضح کرتا ہے کہ آیات قرآنی کی تبلیغ و تلاوت کے بعد جو نبوت کا اہم فریضہ ہے وہ ہے تزکیہ قلوب۔

محترم حاضرین! قرآنی دعوت یعنی الٰہ واحد کی معبودیت پر اعتقاد کامل کے بعد جو سب سے اہم اور ضروری عمل ہے وہ تزکیہ نفس ہے۔ لفظ تزکیہ مصدر کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں پاک

کرنا، صاف کرنا، آلائش و گندگی دُور کرنا۔ قرآنی اصطلاح میں تزکیہ سے مراد دل اور نفس کی صفائی ہوتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی۔ وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنا تزکیہ کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔

محترم حضرات! علمائے کرام نے اس آیت سے تکبیر تحریمہ کا وجوب ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ و ذکر اسم ربہ سے مراد تکبیر تحریمہ ہے۔ صوفیائے عظام نے اس آیت سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ایمان کے بعد تزکیہ ضروری ہے اور اسی پر اللہ تعالٰی نے فلاح و کامیابی کا مدار رکھا ہے اور لفظ "تزکّٰی" کے ساتھ اللہ تعالٰی نے وذکر اسم ربہ بھی فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تزکیہ اور ذکر کے درمیان ایک مضبوط و مستحکم رشتہ بھی ہے۔ اسی رشتہ کی پہچان حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک حدیث میں بیان فرما دی ہے۔ ارشاد ہے لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ القُلُوبِ ذِکْرُ اللہِ۔ ہر چیز کو پاک و صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے اور دلوں کی صفائی کا آلہ اللہ تعالٰی کا ذکر ہے۔ یعنی جس طرح سے ہر چیز امتدادِ زمانہ اور گرد و میل پڑنے کی وجہ سے میلی ہو جاتی ہے اور اس کے صاف کرنے اور اس کے چمکانے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہوتا ہے، مثلاً کپڑے کو صابون سے، لوہے کو پٹرول وغیرہ سے، اسی طرح دل بھی معرفتِ حق کے بغیر میلا ہو جاتا ہے۔ اس پر توہمات و وساوس کے ذریعہ زنگ اور میل چڑھ جاتا ہے اس لئے اس کا بھی تزکیہ اور صفائی ضروری ہے اور اس کی صفائی ذکر اللہ سے ہوگی جیسا کہ اللہ کے پیغمبرؐ نے بتلایا ہے۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ توبہ کرے اور ذکر اللہ کے ذریعہ اس کے داغ کو دھو ڈالے تو قلب پہلے کی طرح ہو جاتا ہے۔ ورنہ نقطے لگتے لگتے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اس کے بعد اس میں حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر دل میں حق کے داخل ہونے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ اور یہ حالت بہت ہی بُری ہوتی ہے اس حالت میں آدمی کو شریعت اور دین کی بات بری نظر آنے لگتی ہے اور خلافِ شرع کام محبوب و مرغوب ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت میں مأوٰھم جھنم وساءت مصیرًا کا مصداق بن جاتا ہے۔

اس حالت سے بچنے کے لئے پیغمبر علیہ السلام نے علاج بتلایا ہے کہ ذکر اللہ دلوں کے لئے مانجھنے کا آلہ ہے۔

محترم سامعین! اگر مرض دائمی ہو تو علاج بھی دائمی کرانا پڑتا ہے۔ انسان چونکہ دائمی مریض ہے۔ خطا اور نسیان اس کی ترکیب میں داخل ہیں۔ ہر لمحہ گناہ میں آلودہ ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اس وجہ سے علاج یعنی ذکر اللہ بھی مستقل اپنانا پڑے گا کیونکہ بسا اوقات انسان غلطی کر بیٹھتا ہے لیکن اسے اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالٰی ہمیں اپنی ذاتِ حق کا عرفان عطا فرمائے اور دین و شریعت کی صحیح اتباع نصیب فرمائے۔

شریعت کے دو پہلو

شریعت مطہرہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک اس کا ظاہر ہے اور دوسرا باطن۔ ظاہری علوم پڑھنے والے حضرات علمائے کرام کہلاتے ہیں اور باطنی علوم اور باطنی فیوض کو عام کرنے والے حضرات صوفیائے کرام کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضرات علمائے کرام دین کے احکام سکھانے کے علمبردار ہیں تو صوفیائے کرام انہیں احکام کی تعمیل میں خلوص و للّٰہیت اور عبادات کا اصلی رنگ چڑھانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ جس طرح سے علمائے کرام نے مختلف دور و زمانہ میں قوت و ضعفِ اذہان کی رعایت کرتے ہوئے مختلف نصاب متعین کئے ہیں اور مختلف طریقوں سے طالب علم کو عالم بناتے ہیں۔ اسی طرح سے صوفیائے عظام بھی کئی سلسلوں اور طریقوں سے سالک کو قربِ الٰہی کا اعزاز دلاتے ہیں۔ ان طریقوں اور سلسلوں میں عام طور پر رائج اور مشہور چار سلسلے ہیں — اوّل سلسلہ قادریہ جس سے ہم سب حضرات منسلک ہیں۔ دوم سلسلہ چشتیہ۔ سوم سلسلہ نقشبندیہ، چہارم سہروردیہ۔ یہ چاروں سلسلے برحق اور سچ ہیں۔ سب کی منزل ایک ہے، راستے الگ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا راہی معبودِ واحد کی چوکھٹ پر پہنچتا ہے اور اس کی قربت و رضا کا طالب ہوتا ہے۔ ہماری ان مجالس ذکر اور اوراد و وظائف کا بھی واحد مقصد یہی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اللّٰھم اجعلنا من عبادك الصالحين، وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمين

بقیہ: اتباعِ سنت

البتہ اس پر ایک اور زاویۂ نظر سے غور کرنا مفید ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ دین میں تنگی نہیں ہے اور ہر زمانہ میں اتباعِ سنت کی آسانیاں ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اتباعِ سنّت مقصود و مطلوب ہے۔ اس کے حصول کے ذرائع اور وسائل مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان سے حسبِ ضرورت کام لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وسائل خلافِ شرع نہ ہوں۔

حضرت صدر الاساتذہ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کی تحقیق کے مطابق حدیث شریف میں جس چیز کی ممانعت فرمائی گئی ہے وہ احداث فی الدین ہے لیکن دین کے احکام کو بروئے کار لانے کے لئے جن ذرائع اور وسائل کی ضرورت پیش آئے ان کا قرآن و حدیث میں منصوص اور مذکور ہونا ضروری نہیں۔ وہ ہر زمانہ میں ہر کام کی نسبت سے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ جنہیں احداث فی الدین نہیں کہہ سکتے احداث لِلدین (دین قائم کرنے کے لئے) کہا جائے گا۔ یہ جائز ہے۔"

مثلاً عینک، لاؤڈ اسپیکر، ہوائی جہاز، ٹینک وغیرہ کہ ان کا استعمال بجائے خود عبادت اور ثواب نہیں۔ مگر قرآن پڑھنے کے لئے عینک، اذان و خطبہ کے لئے لاؤڈ سپیکر، حج کے لئے ہوائی جہاز اور جہاد کے لئے ٹینکوں کا استعمال جائز بلکہ حسبِ مواقع ضروری ہو جاتا ہے اسی طرح گنبد اور مینار مساجد کی پہچان کے لئے، تسبیح جمعیتِ خاطر کے لئے، وضو خانہ وضو کی فوری ضرورت پورا کرنے کے لئے جائز ہیں مگر اپنی جگہ پر کوئی عبادت نہیں۔ یعنی ایسا نہیں کہ گنبد اور میناروں کے بغیر مسجد کی تقدیس اور نمازوں کی ادائیگی میں کوئی کمی رہتی ہے۔ تسبیح پر پڑھنے کا ثواب ہو۔ لاؤڈ اسپیکر پر اذان یا خطبہ نہ دینے کا گناہ ہو، اور مسجد کے وضو خانے میں وضو کرنے کا زیادہ ثواب ہو۔ وسائل، موقع اور محل کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن سنّت ناقابلِ تبدیل اور

بر موقع سیمینار دہلی

خطاب بحضور سید الاحرار مولانا محمود الحسن نور اللہ مرقدہٗ

از : ڈاکٹر لال دین اخگر ایم اے پی ایچ ڈی

سیّدُ الاحرار محمود الحسنؒ! — رُوحِ تو در بحرِ قرآں غوطہ زن

ملّتِ اسلام را مہرِ منیر — قلبِ تو از نورِ یزداں! مستنیر!

انشراحِ صدرِ تو انعامِ حق — عام کردی در جہاں پیغامِ حق

صد ہزاراں خوش نصیباں آمدند — بہرہ از علمِ نبوّت یافتند

اے اسیرِ مالٹا! اے مردِ حق! — اے علمبردارِ آزادی و حق!

در اسارت شرحِ قرآنِ مبین — حبّذا، مہمانِ فردوسِ بریں

قلبِ تو از علم و عرفاں چو کُنوز — فیضِ تو چوں چشمۂ زمزم ہنوز

استقامت در رہِ حق شانِ تو — حُبّ دینِ مصطفٰےؐ سامانِ تو

حضرتِ سندھیؒ رفیقت شاد باد — مردِ آہن با عزیمت شاد باد

سرفروش و جاں سپار و بے مثال — سخت کوش و سخت جاں مثلِ بلالؓ

آں امامِ انقلابِ پُر خطر — شامِ اُو از عزمِ اُو، ہمچوں سحر

مردِ حُرّ دیوانہ و فرزانہ بُود — بہرِ شمعِ مصطفٰےؐ پروانہ بُود

تو نشاۃِ ثانیہ آوردہ — ملّتِ اسلام را پروردہ

حُرّیت پیغامِ تو اے جانِ ما — تو شناسی دردِ ما درمانِ ما

بطلِ حرّیت امامِ راستاں! — مردِ غازی واقفِ اسرارِ جاں

الوداع! اے سیّدِ والا گہر! — الوداع! اے مرشدِ قلب و نظر

الوداع! اے محسنِ اسلامیاں

الوداع! اے سیّدِ رُوحانیاں

اتّباعِ سُنّت

از علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ
مفتی اعظم صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

پیش کش ــــــ حضرت ظہیر احمد صاحب تاجؔ

حکمِ الٰہی

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب ۲۱)

حق جل شانہ ارشاد فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات مبارکہ میں اقتداء کا بہترین نمونہ ہے۔

احکامِ رسولؐ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔ (متفق علیہ (مشکوٰۃ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو دین میں داخل نہیں تو وہ بات اسی شخص پر مردود ہے

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ یَّعِیْشْ مِنْکُمْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" مشکوٰۃ"

اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ تو تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑ لینا۔ سنت کو مضبوطی سے اختیار کرنا اور نئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ (مشکوٰۃ)

اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم و توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السُّنَّۃِ (مشکوٰۃ)

اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان میں سے اس بدعت کے برابر سنّت پر عمل اٹھا لی جاتی ہے۔

فرضِ مسلم

خدائے عزّ و جلّ کے کلام بلاغت نظام اور احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچھی طرح واضح ہے کہ اہل اسلام کا اوّلین فرض یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام اعمال و افعال میں پیشِ نظر رکھیں اور انہیں اپنا حقیقی رہبر اور راہنما سمجھیں اور اپنی نجات اخروی اور حیات ابدی کو انہیں کے اتباع میں

منحصر جانیں۔

انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہی خدا کی رضامندی اور ناراضی کا علم حاصل ہوتا ہے بغیر ان کے بتائے اور سکھائے ہوئے عقل انسانی ہرگز معلوم نہیں کرسکتی کہ کن چیزوں سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کن کاموں سے ناراض۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہمارے لئے نمونۂ کاملہ ہے اور ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم آپؐ کی تابعداری اور پیروی کریں اور ذرّہ برابر آپؐ کے نشانات قدم سے نہ ہٹیں ؎

خلافِ پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اللہ جلشانہٗ نے آیت کریمہ مرقومہ بالا میں ہمیں یہی ہدایت فرمائی ہے کہ ہم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کی ذات منظہر آیات کو اپنے لئے نمونۂ کاملہ سمجھیں اور آپؐ کی سنّت پر نہایت پختگی اور استحکام سے قائم رہیں۔ یہی ہماری منزل مقصود ہے اور یہی معراجِ کمال۔

جامع تعلیمات

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت کے متعلق ہمیں ایسی کامل و مکمل تعلیم دی جس کی نظیر صفحات تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ معاش و معاد، شادی و غمی، تجارت و حرفت، تمدن و خلوت۔ غرض انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ہمیں اصولِ کلیہ یا مسائل جزئیہ تعلیم نہ فرمائے ہوں۔

اپنے شفیق معلّم اور مہربان مبلّغ کے قربان جس نے ہماری تہذیب و تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی ضروری بات سکھانے سے اٹھا نہیں رکھی۔ بتایا، سکھایا، کرکے دکھایا اور اس وقت تک ہم سے جدا نہیں ہوئے جب تک کہ شریعت کو ہمارے لئے آفتاب کی طرح روشن اور صاف نہ کر دیا۔

فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ مُبَلِّغٍ اَدّٰى حَقَّ الرِّسَالَةِ وَالتَّبْلِيْغِ وَلَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى جَعَلَ لَنَا الشَّرِيْعَةَ شَرِيْعَةً بَيْضَاءَ الَّتِيْ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ (الحدیث)

یعنی اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرمائے اس مبلّغ پر جس نے رسالت اور تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔ اور اس وقت تک ہم سے مفارقت نہ فرمائی جب تک کہ شریعت کو ہمارے لئے آفتاب کی طرح روشن اور منوّر نہ کر دیا۔ ایسا روشن جس کی رات بھی دن کی طرح نورانی ہے۔

آزمائش

بایں ہمہ اختلاف رائے انسانی فطرت کا مقتضیٰ تھا اور نفس و شیطان، انسان کے پکے دشمن۔ جن کا ہر وقت یہی قصد و ارادہ ہے، کہ انسان کو مردہ بنا دیں۔ مسلمان بھی ان دونوں فتنوں سے بےخوف اور مطمئن تھے اور وہ مرشد کامل (یعنی پیغمبر اسلام روحی فداہ) بھی اس پیش آنے والے فتنہ سے پورے واقف اور خبردار تھے۔ آپؐ کو معلوم تھا کہ ظلِ نبوت مسلمانوں کے سر سے اٹھ جانے کے بعد ان میں طرح طرح کے اختلافات پیدا ہوں گے اور ایسے وقت میں نفس و شیطان کو موقع ملے گا کہ وہ میری امت کو گمراہی کے غار میں گرا دیں اور ہوائے نفسانی کا متبع بنا کر نارِ جہنم میں پہنچا دیں۔ اس لئے آپ نے امت کو صاف صاف الفاظ اور کھلے کھلے بیان سے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کا طریقہ اور اس روحانی

مرض کا علاج بتا دیا اور سمجھا دیا فرماتے ہیں جو شخص زندہ رہے گا وہ اختلافاتِ کثیرہ دیکھے گا لیکن اس کا علاج یہ ہے کہ اس وقت تم میری سنت نہایت مضبوطی اور استحکام سے پکڑ لینا اور خبردار کسی نئی بات (بدعت) کو اختیار نہ کرنا۔ کیونکہ ہر نئی بات (بدعت) گمراہی ہے اور گمراہی کا مآل اور نتیجہ دوزخ ہے اور فرمایا جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ اس پر مردود ہے یعنی خدا و رسولؐ کے یہاں وہ مقبول نہیں۔

بدعت کی خرابی

اور فرمایا جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان میں سے اس کے مثل ایک سنّت اٹھا لی جاتی ہے۔

اور فرمایا۔ جو شخص بدعتی کی توقیر و تعظیم کرتا ہے وہ گویا اسلام کے ڈھانے پر مدد کرتا ہے یہ کیوں؟ اس لئے کہ بدعتی خدا اور رسول کی توہین کرتا ہے کہ اس کی کامل و مکمل شریعت میں اپنی طرف سے ایجاد کرکے گویا خدا اور رسول کی جانب کوتاہی اور نقصان کی نسبت کرتا ہے یا خود احکام تجویز کرکے اپنے لئے (تشریعِ احکام کا) خدائی منصب تجویز کر رہا ہے۔ اس لئے وہ تو درحقیقت اسلام کو ڈھا رہا ہے اور جو اس کی تکریم و تعظیم کرے وہ اسلام کے ڈھانے میں اس کا مددگار ہے (نعوذ باللہ منہا)

مسلمانو! یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ شرعی احکام میں بغیر خدا اور رسولؐ کی اتباع کے نجات ناممکن ہے اور بدعت نہایت سخت اندیشناک چیز ہے۔ کیونکہ اور گناہ تو ایسے ہیں کہ ان سے ڈر کر انسان کبھی توبہ کر لیتا ہے لیکن بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدعت کا ارتکاب دینداری سمجھ کر کرتا ہے اور اپنے خیال میں اسے نیک کام سمجھتا ہے اس لئے توبہ کی طرف اس کا دھیان اور خیال بھی نہیں جاتا۔

بدعت اگرچہ بظاہر کیسی ہی بھلی اور نیک معلوم ہو لیکن بڑے گناہ کی چیز ہے۔ اس امر کی صاف اور روشن دلیل یہ روایت ہے:۔

اُخْبِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضؓ بِالْجَمَاعَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِيْهِمْ رَجُلٌ يَقُوْلُ كَبِّرُوا اللّٰهَ كَذَا وَكَذَا۔ سَبِّحُوا اللّٰهَ كَذَا وَكَذَا وَاحْمَدُوا اللّٰهَ كَذَا وَكَذَا۔

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت بعد مغرب بیٹھتی ہے اور ان میں ایک شخص کہتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ اکبر کہو اور اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو اور اتنی مرتبہ الحمد کہو۔

فَيَفْعَلُوْنَ فَحَضَرَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ مَا يَقُوْلُوْنَ قَامَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ ظَلْمَاءَ اَوْ لَقَدْ فَقِهْتُمْ عَلٰى اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عِلْمًا۔ (مجالس الابرار)

اور سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس جماعت میں گئے اور جب ان کی یہ باتیں سنیں۔ تو کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ ہوں۔ اور اس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تم لوگوں نے نہایت تاریک بدعت اختیار کی ہے کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو۔

اس روایت میں روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ان لوگوں کا یہ فعل باوجودیکہ ذکر الٰہی اور تکبیر و تسبیح و تہلیل ہی تھا مگر چونکہ اس کی وضع اور ہیئت ایسی مقرر کی گئی تھی

جس کا ثبوت شریعتِ مطہرہ سے نہیں تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے نزدیک ناجائز اور بدعت تھا۔

اس پر بدعت کا حکم لگانے کی وجہ کیا تھی صرف یہی کہ ذکر اللہ اگرچہ ہر وقت مطلوب و محبوب ہے مگر اس کے لئے یہ اہتمام و اجتماع کرنا حدودِ شریعت سے تجاوز کرنا تھا۔ ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بطور خود جس قدر چاہے ذکر اللہ کرے لیکن یہ اختیار نہیں کہ ایک جدید اور نئی صورت اور ہیئت ایجاد کرے اور پھر طریقِ شرعی اور موجبِ ثواب اعتقاد کرے۔

فکرِ صحابہ رضؓ

صحابہ کرام رضؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے علوم، مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ اور جن کے سینے نورِ وحی سے بوجہ فیضِ مجلس منور تھے جنہوں نے خدا و رسولؐ کی محبت میں اپنے گھر بار، آل اولاد، عزیز و اقارب کو چھوڑ دیا اور آستانۂ نبوت کی جاروب کشی کو سرمایۂ سعادت سمجھ کر دل و جان سے نبیٔ امیؐ، روحی فداہ کے جاں نثار خادم بن گئے۔ ان سے زیادہ اتباعِ سنت کا دعویٰ کون کر سکتا ہے اور ان سے بڑھ کر فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا دم کون مار سکتا ہے۔ وہ اتباعِ سنت اور اقتضاءِ آثارِ نبوت کے برکات کو خوب سمجھتے تھے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام خود کیا یا ہمیں کرنے کا حکم دیا۔ اس کے خلاف کسی کام میں خیریت اور برکت نہیں ہو سکتی انہیں اس بات کا یقین تھا کہ بدعات میں نجات کی اس قدر امید ہے جس قدر حنظل (اندرائن) سے شہد حاصل کرنے کی آرزو۔ وہ یقین واثق کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکات و سکنات کا اتباع کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہی اتباع نجات کا کفیل اور مغفرت کا ضامن ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قصرِ نبوت کا حقیقی تکمیل کرنے والا اور حسب ارشاد الیوم اکملت لکم دینکم الخ اسلام کے عالیشان قصر کو ہر طرح کامل و مکمل اعتقاد کرتے تھے۔

انہیں وجوہ سے ان کو بدعات مخترعہ سے سخت نفرت تھی۔ اور جس کام کو سنتِ نبویہ کے صراطِ مستقیم سے ایک بال برابر بھی ہٹا ہوا سمجھتے اس سے دور بھاگتے تھے۔

اسی خیال سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس جماعت کے۔ حلقۂ ذکر کو چونکہ اس خاص ہیئت و اہتمام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپؐ کی پاک تعلیم میں نہیں پایا۔ بدعت فرما دیا اور ہیچ فرمایا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اعلم الخلق اور صحابہ کرام رضؓ جیسے خیرات و مبرات کی حریص ترین جماعت سے جب یہ اہتمام خاص منقول نہیں تو اب ان کے ایجاد کرنے والوں کو کہاں سے اس کی خیریت اور بھلائی کا علم ہو گیا۔ کیونکہ خدا کے نزدیک کسی کام کی بھلائی معلوم ہونے کا ذریعہ صرف مشکوٰۃِ نبوت ہے۔

کتب احادیث و سیر میں صحابۂ کرام رضؓ سے بکثرت ایسے واقعات منقول ہیں کہ انہوں نے سنتِ نبویہ کے ذرا سے خلاف کو برا سمجھا اور نفرت ظاہر کی اور اس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے حالانکہ بظاہر وہ اعمال بھلے معلوم ہوتے تھے۔

محبت کا تقاضہ

الغرض مسلمانوں کو اگر خدا اور رسولؐ سے محبت ہے۔ اگر رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کے امیدوار ہیں تو ان کا اولین فرض یہ ہے کہ سنتِ نبویہ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں اور اپنی ایجاد کردہ بدعات کو یکلخت چھوڑ دیں۔ دینی امور میں اپنی رائے کو کافی نہ سمجھیں بلکہ کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس سے ماخوذ فقہ کو اپنا مطمحِ نظر بنا لیں اور اپنے تمام کام عبادات ہوں یا معاملات، شادی کے متعلق ہوں یا غمی کے، شریعت مطہرہ، مقدسہ کے موافق کریں ورنہ یاد رکھیں ان کے ایجاد کردہ بدعات بظاہر کتنے ہی خوشنما اور نیک ہوں لیکن وہ خدا کی خوشنودی اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضامندی کا باعث نہیں ہو سکتے اور ان کے لئے بجائے موجب نجات ہونے کے ذریعۂ عذاب ہو جائیں گے۔

جائزہ : از مرتب

دین میں کسی عقیدہ یا فعل کو رائج کرنا، اسے عبادت اور موجب ثواب اور نہ کرنے والے کو گنہ گار سمجھنا **بدعت** ہے۔ اس کے لئے بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی اصطلاحیں ہیچ ہیں حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ بدعت تو بدعت ہی ہے اس میں بدعتِ حسنہ اور بدعت سیئہ کا امتیاز پیدا کرنا بے معنی ہے۔ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی و ابی) نے بدعت کو مردود اور ضلالت (گمراہی) فرمایا ہے۔ تو اچھا مردود، برا مردود، یا اچھی ضلالت اور بری ضلالت مراد لینا خود اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

(باقی ۹ پر)

فقیہ اعظم حضرت علامہ **مفتی محمد کفایت اللہ** مفتی اعظم ہند

کی تحریر کا عکسِ جمیل

التوحید راس الطاعات

والتقویٰ ملاک الامر کلہ

والدین النصیحۃ للہ ولرسولہ

ولائمۃ المسلمین وعامتہم

والمؤمنون اخوۃ

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

دہلی

ترجمہ: "توحید تمام عبادتوں کی اصل ہے اور تقویٰ شریعت کا شیرازہ ہے۔ دین اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی بجا آوری اور سب مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔"

نوٹ: یہ تحریر ناچیز کی حاصل کردہ ہے۔ (تاج)

قسط ۳

ابوبکرؓ — عمرؓ

اصحابی کالنجوم

شاگردانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عثمانؓ — علیؓ

محمد عتیق الراشدی، جامعہ رشیدیہ، شیخوپورہ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ: توبہ کرنے والے، بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، دنیا سے بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور ایمان والوں کو جنّت کی خوشخبری ہے۔"

اس آیت پاک پر آنکھوں سے تعصّب کی پٹی اتار کر اور اپنے دل و دماغ سے بغض و عناد کے غبار کو جھاڑ کر اگر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اس آیت میں نہ صرف یہ کہ یارانِ رسولؐ کی شان کو بیان کرتے ہوئے ان کی صفات حسنہ کی وضاحت فرماتی ہے بلکہ ان کے کامل مومن ہونے کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ اس آیت میں شاگردانِ رسولؐ کی گیارہ صفات کو بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا دل نہیں چاہتا کہ میں اپنے محبوبؐ کے وفادار ساتھیوں کی تعریف جلدی ختم کر دوں۔

اب دشمنانِ صحابہؓ سے پوچھا جاتے کہ کیا یہ آیت قرآن کریم کی ہے یا نہیں اگر نہیں تو ثابت کرو اور اگر ہے تو پھر بتاؤ کہ یہ آیت صحابہ کرامؓ کی شان میں ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو پھر بتاؤ کہ شاگردانِ رسولؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ اور دیگر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ماسوا وہ کون مومنین تھے جن کی یہ گیارہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ اور جن کو خداوند تعالیٰ جنّت کی خوشخبری دے رہا ہے اگر صحابہؓ کے علاوہ کوئی اور لوگ بھی تھے تو ثابت کرو اور اگر یہی تھے تو پھر ان کی شان میں گستاخیاں کر کے، ان پر تبرّا کر کے ان کے ایمان میں شک کر کے اپنے آپ کو جہنّم کا ایندھن نہ بناؤ۔ شاگردانِ رسولؐ کی شان و تعریف کسی کے ماننے یا نہ ماننے اور کسی کے بیان کرنے یا نہ کرنے کی محتاج نہیں۔ اس لئے کہ جب قرآن میں خود اللہ تعالےٰ ہی ان کی مدح و ثنا کرتے ہیں تو پھر وہ کسی کے محتاج کیوں رہیں۔ جن کے کامل مومن ہونے کی خدا نے خود تصدیق کر دی ہے ان کے ایمان کا انکار کر کے

عذاب کا مستحق ہونا نہیں تو اور کیا ہے اور اگر سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہؓ مومن نہیں تھے تو پھر خداوند تعالےٰ ان کو وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ کہہ کر جنّت کی خوشخبری کیوں دی کیا کسی غیر مومن کے لئے بھی جنّت کی خوشخبری ہے؟ اور کیا کسی غیر مومن میں بھی یہ گیارہ صفات پائی جاتی ہیں؟ جن کا ذکر ربّ دو جہاں نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ جب ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر شاگردانِ رسولؐ کو مومن ماننے میں تامّل کیوں؟

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ۔

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور گھر بار چھوڑے۔ اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ پکے سچے مومن ہیں اور ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔"

اس آیت پاک میں بھی اللہ جلّ شانہ نے بڑے پیارے انداز سے یارانِ رسولؐ کی شان و فضیلت اور توقیر و عزت بیان کر کے گستاخانِ صحابہؓ کے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے محبّانِ صحابہ کرامؓ کے دلوں کے لئے مسرت و راحت کا سامان پیدا کر دیا ہے حضرات روافض یہ بتائیں کہ اگر وہ واقعی صحیح معنوں میں موجودہ قرآن کو مانتے ہیں تو پھر ان آیاتِ قرآنی کا انکار کیوں کرتے ہیں جن میں امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جاں نثار یاروں کے دین و ایمان، ان کی حق و صداقت اور رُشد و ہدایت کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالےٰ نے ان کے جنّتی ہونے پر بھی مُہر ثبت کر دی ہے۔ خداوند تعالےٰ تو صحابہ کرامؓ کے پکے و سچے مومن ہونے کا بار بار اعلان کرتا ہے مگر یہ لوگ خدا کے اعلان کو بھی جھٹلا کر ان کے دین و ایمان میں شک کر کے اپنی کشتِ ایمان کو برباد کر رہے ہیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ اس آیت پاک میں جن لوگوں کے کامل ایمان کی تصدیق کی گئی ہے اور جن کو رحمت و بخشش کا یقین دلایا گیا ہے اور جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ شاگردانِ رسولؐ کے علاوہ اور کون لوگ تھے؟ اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا گروہ تھا تو ان کے نام بتاؤ؟ اور اگر یہی تھے جن کو تم گالیاں دیتے ہو تو پھر قرآن پاک پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر خدا اور رسولؐ کو راضی کر لو۔ اور آگ کے گڑھے میں جانے سے بچ جاؤ۔

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: "تم سب امتوں میں سے بہتر امت ہو تمہیں پیدا کیا گیا ہے کہ تم انسانوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت پاک میں بھی منکرین صحابہؓ کے لئے ایک تازیانۂ عبرت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یارانِ رسولؐ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بہتر امّت ہو اور میں نے تم کو نسلِ انسانی کی راہنمائی کے لئے چن لیا ہے لیکن افسوس کہ خدا جن کو بہتر امّت کہہ کر مخاطب کرتا ہے یہ ان کو بدترین امت کہتے ہیں اور ان کی فضیلت و عظمت کا انکار کر کے اپنے

ضلالت و گمراہی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ روافض حضرات بتائیں کہ اگر صحابہ کرام رض بہترین امت نہیں تھے تو خدا کا یہ خطاب کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کن سے ہے؟ اور اگر ان کے اعمال اچھے نہ تھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کن کی طرف ہے ؟ اور اگر وہ پکے سچے مومن نہیں تھے تو خداوندکریم تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کن کے متعلق فرما رہا ہے ؟

اس آیت کریمہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے علامہ علی بن محمد بن ابراہیم البغدادیؒ نے لکھا ہے کہ مالک بن الصیف اور وہب بن یہودنے حضرت عبداللہ بن مسعود رض اور دیگر صحابہ کرام سے کہا نَحْنُ اَفْضَلُ مِنْكُمْ وَدِيْنُنَا خَيْرٌ مِّنْكُمْ کہ ہم لوگ تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین بھی تمہارے دین سے اچھا ہے ۔ تو مشرکین عرب کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ۔ کہ اے میرے محبوبؐ کے وفادار غلامو ! یہ مشرکین اپنے زعم باطل کی بنا، پر تمہیں جو چاہیں سو کہیں مگر میں اعلان کرتا ہوں کہ تم سب سے بہتر اور اچھے ہو اور تمہارا دین بھی تمام ادیان سے بہتر اور افضل ہے ۔ اس آیت کے شانِ نزول کو سمجھنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیت تو مشرکین عرب اور کفارِ مکہ کے جواب میں ان کے زعم باطل کے ردّ کے لئے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ نعوذ باللہ انہیں پر کفر و نفاق کے فتوے لگانے سے نہیں شرماتے ۔" (تفسیر خازن ج ا ص ۲۸۷)

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ (آل عمران آیت ۱۹۵)

ترجمہ : وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں اور وطن سے نکالے گئے اور جن کو میری راہ میں اذیتیں دی گئیں اور جو لڑے اور شہید ہوئے تو البتہ میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا اور جنت میں داخل کروں گا ۔

ایک منصف مزاج اور حق پرست انسان اپنے دین و ایمان کی روشنی میں اس آیت پاک میں اگر تھوڑا سا بھی غور کرے تو اس کے لئے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی ، خداوندکریم کے ہاں جو شان و فضیلت مہاجرین کی تھی اور جو عظمت اللہ کی راہ میں لڑنے اور شہید ہونے والوں کی تھی وہ کسی دوسرے انسان کی نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار قرآن میں ان کے مدارج مراتب اور محاسن و کمالات کے چراغ جلا کر نسلِ انسانی کے تاریک دلوں میں دین و ایمان کی روشنی پیدا کر کے اصحابِ رسولؐ کے مقدس قدموں کے نشانات کی راہ بتاتا ہے اور ان کی شان و عظمت کی قندیلیں روشن کر کے ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والے بندگانِ خدا کو یارانِ مصطفیٰؐ کی چھوڑی ہوئی رشد و ہدایت کی منزل تک پہنچنے کا پتہ دیتا ہے ۔ اب غور طلب امور یہ ہیں کہ جن مہاجرین کے متعلق خداوندکریم نے ان کے قطعی جنتی ہونے کا اعلان کیا ہے وہ کون لوگ تھے کیا وہ لوگ مہاجر نہ تھے جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت ابوبکر صدیق رض، عمر فاروق رض، عثمان غنی رض ہے کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گئے تھے ؟ نہیں نہیں ! یہ وہی نفوس قدسیہ ہیں جن کو اصحاب رسولؐ اور یارانِ مصطفیٰؐ کہا جاتا ہے اور یہ وہی شان و عظمت والے شمع رسالت کے پروانے تھے جو اپنے دوستوں سے جدا ہو کر خدا کے حبیبؐ کے ساتھ گئے اور اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر اللہ کے محبوبؐ کے ہمراہی ہوتے جو ہاتھوں میں توحید و رسالت کا عَلَم اور سینوں میں قرآن پاک لے کر مدینہ منورہ کی مقدس گلیوں سے نکلے اور پھر مصر، عراق ، روم و شام اور یمن و ایران کی سرحدوں تک اسلام کا ڈنکا بجا دیا جنہوں نے کبھی قیصر و کسریٰ کے شاہی محلات پر دین کی عظمت کا پرچم لہرایا اور کبھی ایران کے رستوں کو پچھاڑ کر توحید و رسالت کا عَلَم گاڑ دیا اور جن کے جاہ و جلال کو دیکھ کر بڑے بڑے تاجداروں کے دل دہل گئے ۔ قیصر و کسریٰ کے سونے کے محلات میں زلزلہ آ گیا ۔ ایران کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا ۔

اب شیعہ حضرات یا تو صحابہ کرام رض کے مہاجرین ہونے کا دلائل سے انکار کریں وگرنہ ان کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کر کے ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال کر اور ان کے دامن اقدس سے لپٹ کر جہنم کی آگ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں ۔ وما علینا الا البلاغ.

بقیہ : منشور اعظم

علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔ ان کے ارشادات کے نغمۂ الوہیت سے ہماری روح لے کیف اہتزاز کی دولت نہیں پائی۔ لیکن ان کی تعلیم تلقین اور تبلیغ ہم تک پہنچی اور ہم نے حضور کی دعوت پر ماسوائے کا انکار کر کے اللہ کو ربِ حقیقی، رسولِ برحق کو آخری نبی، کعبۃ اللہ کو اپنا مرکزِ ایمان و عرفان روضۃ النبیؐ کو اپنی محبت و عقیدت کا سدا بہار مرکز بنا لیا ۔

علامہ شاہ بلیغ الدین

چیف جسٹس یا میرِ عدل

ایک خلقت تھی کہ قاضی ابوعمر محمد کو رخصت کرنے بندرگاہ پر جمع تھی۔ تونس کی اس بندرگاہ سوس میں اس سے پہلے کبھی اتنے لوگ دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ قاضی ابوعمر جو شمالی افریقہ کے صدر قاضی یا آج کی اصلاح میں چیف جسٹس تھے سسلی کے جزیرے میں چیف جسٹس بن کر جا رہے تھے۔ یہ ۲۱۹ھ کی بات ہے۔ اس زمانے میں بنو اغلب شمالی افریقہ پر حکمران تھے۔ قاضی صاحب نے جہاز پر سوار ہوتے سے پہلے رخصت کرنے والوں سے خطاب کیا۔ حمد و ثنا اور شکریے کے بعد انہوں نے کہا کہ ــــ دیکھو! یہ میرا کمبل ہے یہ میرا کرتا ہے۔ اس بڑے تھیلے میں میری کتابیں ہیں۔ یہ حبشن میری لونڈی ہے۔ اس کے پاس میرا ایک جبہ اور ایک کمبل ہے۔ بس یہ کل مال و متاع ہے جسے لے کر میں سسلی جا رہا ہوں۔ زندگی باقی رہی تو واپسی میں دیکھنا کہ میرے پاس کیا کیا مال و اسباب ہوگا۔

ہم لوگ بھی مسلمان ہیں۔ ہمارا ملک بھی اسلامی ہے۔ اسلام کا درد ہم کو بھی ہے اور ہم سے زیادہ ان کو جو بہت زیادہ چیخ و پکار کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے ۳۴ چونتیس برس سے ہم نے بھی اور آپ نے بھی دیکھا کہ اس بدقسمت ملک میں ایسے ایسے لوگ کرسیوں پر بیٹھے کہ اپنے اپنے دورِ اقتدار میں انہوں نے زمینیں بیچیں، پرمٹیں بیچیں، لائسنس بیچے، ملک کا نام بیچا، اپنی عزت بیچی، صرف اس لئے کہ کمائی کر سکیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے تو شاید ایک آدھ ہی اللہ کا بندہ ایسا بچا ہو جس نے کمائی نہ کی ہو۔ اللہ تو خیر جانتا ہی ہے۔ بہت سوں کا حال انگلستان کے بینک اور سوئٹزرلینڈ کے بینک بھی جانتے ہیں۔ بات کرسی کی ہے اب چاہے وہ وزارت یا صدارت کی کرسی ہو یا کسی محکمے کی کرسی، کسی نیم سرکاری تجارتی ادارے کی کرسی ہو یا کارپوریشن کی کرسی کی روایت سب جگہ ایک ہی رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بھی اثاثوں کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔ کب؟ کہاں؟ کیسے؟ تفصیل میں کیا جانا بس ابومحمد عمر کی باتوں نے ذہن کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

سسلی پہنچتے ہی قاضی صاحب کا شاندار استقبال ہوا۔ لوگ محبت اور عقیدت سے جمع ہوتے ہیں تو اس کا انداز ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ مارے جگائے نوکر شاہی کے ہنکارے مجمعوں کا دوسرا رنگ ہوتا ہے۔ چیف جسٹس صاحب کو ایک بہت بڑے محل میں اتارا گیا۔ انہوں نے کہا ــــ میاں! میں اس کا کیا کروں گا؟ مجھے تو ایک کونا چاہئے کہ پڑا رہوں۔ میں تو دن بھر کچہری میں رہوں گا۔ رات کو سونے اور دو لقمے کھانے کی جگہ چاہئے اور بس! بڑی کشمکش کے بعد آخر انہیں ایک چھوٹے مکان میں اتارا گیا۔ انہوں نے کہا ــــ ہاں! یہ جگہ ٹھیک ہے ــــ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک حقیر اور عاجز بندہ ہوں۔ مجھے ایسی ہی جگہ چاہئے۔ آج کے افسر بڑا گھر ہی نہیں پہرہ چوکی بھی مانگتے ہیں۔ انگریز خدمت کے تصور کو شان و شوکت کے احساس سے بدلنے میں بڑا کامیاب رہا ہے ــــ

قاضی صاحب کے علم و فضل اور پرہیزگاری کا بہت جلد چرچا ہو گیا۔ ان کی فراست و بصیرت اور بے لاگ عدل و انصاف پر لوگ جان دیتے تھے۔ تنخواہ کا موقع آیا تو انہوں نے ایک حبہ تنخواہ نہ لی۔ بولے ــــ یہ انتظام تو میں پہلے ہی کر آیا ہوں۔ میری لونڈی حبشن سوت کاتتی ہے اس کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ اس پر ہماری گذر بسر ہوگی

(باقی ۶ پر)

سید محمد اظہر شاہ قیصر

منشور اعظم

اسلام ایک مذہب حق ہے جس کا آغاز نیکوکاری سچائی اور صداقت پسندی سے ہوا ہے اور جس کا انجام یقیناً خیر و سلامتی بہتری و برتری دینی و دنیوی صلاح و فلاح پر ہوگا۔ آغازِ اسلام میں اس خصوصیت طبعی پر شبہ و اعتراض کرنے والے بہت تھے اور آج بھی ایسے دریدہ دہنوں اور کوتاہ نظروں کی کمی نہیں جن کی نظر میں اسلام کے انجام کا بہتر اور اہل اسلام کی حیاتِ اخروی کا کامیاب ہونا ایک خود ساختہ افسانہ ہے جو صرف لطفِ مجلس کے لئے گھڑ لیا گیا ہے مگر شروع میں وہم کر[illegible] والوں [illegible] یہ تمام وہم و گمان اس طرح غلط ثابت ہوئے کہ یہ مذہب انتہائی بے کسی و کس مپرسی کے عالم وحشت میں اپنے چند کمزور نام لیواؤں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ صدیوں اور قرنوں میں نہیں بلکہ سالوں اور مہینوں میں دنیا اسے مشرق و مغرب کے مدفون خزانوں کی کنجیاں دے دینے اور عرب و عجم کے اقتدار و اختیار کے زرنگار و زرتار تخت کو اس کے لئے خالی کر دینے پر مجبور ہوئی تھی اور آخر میں ایسا ہوگا کہ مآل کار کی تمام خوبیاں اسلام کے لئے وقف ہوں گے۔ اور عالم سماوی کی حیات جاودانی کی تمام راحتیں اس کا حصہ تقدیر بنیں گی۔

ع صرف میں حقدار ہوں اس دولتِ بیداد کا

اس دنیا میں آج تک جو مذاہب برسرکار و برسرِ اقتدار رہے۔ اور اب بھی اس کٹھن اور صبر آزما منزل میں پہنچ کر ان کے پاؤں چلنے سے جواب دے دیں گے۔ ان کی ہمتیں شکست کھا جائیں گی اور ان کی سچائی پر ایمان رکھنے والے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں انسان سخت سراسیمگی اور حیرانی کے عالم میں ہوں گے۔ کیونکہ رسوم و رواج نے ان کی بنیادی صداقتوں کا روپ کچھ سے کچھ کر دیا ہے۔ مگر ٹھیک یہی وہ منزل ہے جہاں آسمان کی پہنائیاں اسلام کے آگے دست بستہ کھڑی ہوں گی۔ اور زمین کی وسعت مٹی کے کھلونے کی طرح ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ جو کامیابیاں حدِ خیال سے بھی دور ہیں۔ وہ اس کے پاؤں میں لوٹتی پوٹتی ہوں اور جن فتح مندیوں کو اب ہم سے عظیم الشان بُعد ہے وہ ہم سے ہم کنار و ہم آغوش ہوں گی۔ شمس و قمر دن اور رات میں اس کے قصرِ ملی کی پاسبانی رہرو داری کریں گے۔ اور سطح ارض پر پھیلے ہوئے یہ کوہ و دشت اس کے لئے وسیع جولان گاہِ عمل ہوں گے اور سلام ہو اس نور الاولین والآخرین سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی تعلیمات حقانی اور احکامات ایمانی کے طفیل میں ہمیں رب السموات والارض کی خوشنودیٔ مزاج کی یہ سعادت اور دین و دنیا میں عزت و کامیابی کا یہ مقام ارفع نصیب ہوا۔ ہزار ہزار سلام ہوں عرب کے اس نبی پر کہ جس کی حکمتِ بالغہ کے آگے دنیا کے تمام حکماء نادم و عاجز تھے۔ اور جس کے علوم الٰہیہ کے سامنے سارے تاجدارانِ علوم اور کشور کشایانِ فنون خاموش ہو کر رہ گئے۔ ان کی تعلیمات کا ایک حرف ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر گیا۔ اور ان پر عمل کر کے ہی ہمیں دنیا کی بہت بڑی اور طاقتور قوم اور آخرت میں سب سے زیادہ فائز المرام امت بننے کی عزت ملی۔ حق یہ ہے کہ ہماری یہ تمام سعادتیں، یہ تمام فضیلتیں، یہ تمام عزتیں اور یہ سب شرف اسی نبی الانبیاء صلعم کی پیغمبرانہ تعلیمات کا صدقہ ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا منبع و مصدر اسی پاک و برتر ہستی ہے۔ اور ہمیں جو کچھ ملا ہے اسی سرچشمہ فیض

سے ملا ہے۔

۔ گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تا بانیم

پھر یہ بے جا نہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ارشادات کو بار بار پڑھیں اور ان کے خطبات و کلمات کا پیہم مطالعہ کریں۔ ان کا مطالعہ سعادت دارین اور فلاح کونین کا موجب ہے۔ اسی نیک خیال سے ہم آج کی فرصت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حج الوداع کو حدیث کی معتبر کتابوں سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

۔ دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

خطبہ حج الوداع

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد عمرے فرمائے مگر حج کا ارادہ ملتوی رکھا۔ ہجرت کے دسویں سال جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور حج سے متعلق مشرکین کی خود ساز رسوم شرکیہ ختم کر دی گئیں تو آنحضرت نے حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لانے کا قصد فرمایا ۲۵ ذیقعدہ ہفتہ کا روز تھا کہ خدا کا محبوب مدینہ سے بعزم حج بیت اللہ روانہ ہوا اس وقت آپ کے جلو میں زائرین اور مشتاقانِ جمالِ اقدس کا امنڈتا ہوا سیلاب تھا۔ قبائل عرب میں جہاں جہاں آپ کے اس سفر کی اطلاع ملتی تھی، وہیں سے شمع نبوت کے پروانے جوق در جوق زیارت اور معیتِ حج کے شوق میں چلے آتے۔ بچے بوڑھے چہرۂ اقدس پر ایک نظر ڈالنے کے مشتاق تھے۔ عورتیں لڑکیاں بچیاں بالائے بام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ یہاں تک کہ ۴ ذی الحج یکشنبہ کو یہ پورا قافلہ بلدِ امین میں داخل ہوا اور ہر شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں ارکانِ حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔

۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں مسجد نمرہ کے صحن میں جبل رحمت کے زیر سایہ آنحضرت نے ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمانوں کو خطاب فرما کر اپنی وہ آخری وصیت اجتماعی طور پر سنائی جس میں مذہب و سیاست کے قیمتی اصول مذکور تھے۔ حاضرین وفود اشتیاق سے بے خود تھے۔ انہوں نے ارشادات نبوی کے ہر ہر حرف کو محفوظ کر لینے کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دئے تھے۔ گوش قبول نقشۂ الوہیت سننے کا منتظر تھا اور عالم کے بلند و پست پر نبی کریم کے جمال و جلال کے نہایت گہرے اثرات طاری تھے۔ فرش سے لے کر عرش تک کی ہر چیز ساکن تھی اور موجودات کا ذرہ ذرہ گوش بر آواز۔

آنحضرت نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی۔ اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد ہوا

"لوگو! سنو! میں نہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں اس جگہ نہ مل سکوں اور اجتماعی طور پر میری اور تمہاری یہ آخری ملاقات ہو۔"

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ میری حیات ظاہری کا آخری سال ہے اور روح مطہر رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کی تیاری میں مشغول ہے۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اور نبوت و رسالت کا بدر منیر عنقریب عالمِ فانی کو ظلمت کدہ بنا کر عالم باقی کو منور کرنے والا ہے لیکن یہ سب کچھ آنحضرت نے رمز و کنایہ میں بتایا۔

پھر فرمایا "لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو تا قیامت اسی طرح محترم ہیں جس طرح اس دن (عرفہ) اس مہینہ (ذی الحجہ) اس شہر (مکہ معظمہ) میں محترم ہیں۔"

یہ عزت و آبرو کی قیمتی دستاویز تھی جو نبی مکرم کی زبان فیض ترجمان نے امت کے آغوش طلب میں ڈال دی۔ پھر فرمایا: کیوں؟ میں نے پیغام الٰہی تمہیں سنا دیا؟ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ "ہاں" آپ نے فرمایا کہ اے خدا تو گواہ رہنا۔

سلسلۂ کلام پھر شروع ہوا۔ فرمایا کہ جس کے پاس مال امانت رکھا ہوا ہو وہ اسے اس کے مالک کے سپرد کر دے۔ ان دنوں عرب میں

سودی کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ جس میں غرباء اور مساکین کا بند بند جکڑا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کا سودی کاروبار بھی وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ آپؐ نے اس موقعہ پر حرمت ربٰو کا اعلان فرمایا اور اس طرح کہ سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

جاہلیت کا سودی لین دین حرام کر دیا گیا اور میں سب سے پہلے چچا عباس کا سود باطل قرار دیتا ہوں۔ عرب میں اگر کسی قاتل یا دشمن پر اس کی زندگی میں دسترس حاصل نہ ہو سکتی تھی تو اس کی اولاد اور پسماندگان سے انتقام لینا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا آپ نے اس وحشیانہ اور جاہلانہ رسم کو مٹانے کے لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش فرمایا۔

جاہلیت کے تمام خونی انتقامات باطل کر دئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔ آج ہر جگہ یہ شکایت ہے کہ لوگ وعظ و ارشاد پر کان نہیں دھرتے۔ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کوئی واعظ آقائے دو عالم کی طرح اپنی نصیحت کو اپنی ذات اپنے کنبہ اور خاندان سے شروع کرے تو سننے والے ضرور سنیں گے۔ اور واعظان کرام ہر کلمۂ نصیحت یقیناً مؤثر ہو گا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کے تمام مفاخر بجز تولیت حرم اور حجاج کو آب رسانی کے باطل قرار دئے گئے۔ قتل عمد کا قصاص مقرر ہو چکا ہے۔ قتل عمد وہ قتل کہلاتا ہے جو لاٹھی یا پتھر سے عمل میں آئے اس کی دیت سو اونٹ ہے جس نے اس سے زیادہ طلب کیا اس نے جاہلیت کی رسوم کو زندہ کیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کو صرف عارضی فتح نہ سمجھو بلکہ یقین کرو۔ کعبہ مکرمہ ہمیشہ کے لئے ملتِ حقیقی کا مرکز بن چکا ہے۔ اور فتنہ پرداز قومیں اب کبھی سر نہیں اٹھائیں گی۔ لوگو شیطان اب قیامت تک کے لئے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ البتہ وہ خوش ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کیا کرو گے۔

سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں۔ ان مہینوں میں لڑائی اور خونریزی زمانۂ جاہلیت میں بھی ممنوع تھی لیکن چونکہ اہل عرب کا بڑا ذریعہ معاش غارتگری، قافلوں اور مسافروں پر حملہ کرنا اور شبخون مارنا تھا۔ اسی ضرورت کی وجہ سے وہ ان چار مہینوں میں نچلے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اس لئے ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بدلتے رہتے تھے۔ اس رد و بدل کو عربی زبان میں "نسی" کہتے ہیں۔ کبھی شوال کو ذیقعدہ کے نام سے موسوم کیا تو کبھی ذی الحجہ کو شوال تک کھینچ لاتے۔ اہل عرب کی اس مذموم عادت کی وجہ سے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ چونکہ اب ایک نئی اور آخری شریعت اور خدائی نظام کا آغاز تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ:

لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے۔ وہ جو کافر ہیں اس سے اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال اسے حرام قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال حلال تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جو اللہ نے حرام کئے ہیں اور اس طرح حرام مہینوں کو حلال بنا لیں۔ زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اس نقطہ پر آ گیا جس پر ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ مہینے اللہ کے نزدیک بارہ ہیں۔ یہ بات خدا کی کتاب میں اس دن سے بھی ہے جب سے زمین اور آسمان پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں۔ تین متواتر ہیں اور چوتھا ان سے الگ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ، محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے پیغام خدا وندی پہنچا دیا؟ سب نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللّٰھم اشھد اے خدا تو

گواہ رہنا۔

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں جائداد منقولہ سمجھی جاتی تھیں۔ وہ سوتیلی ماں بن جانے کے باوجود بھی دوسرے اموال واملاک کی طرح متوفی کے بیٹے کو ترکہ کے طور پر ملا کرتی تھیں اور جوشیلے جوئے باز جوئے بازی میں بے تکلف انہیں ہار دیتے تھے۔ مسخ شدہ تہذیب وتمدن کے اس بگاڑ نے عورت کی حیثیت کو چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر بنا دیا تھا۔ جسے مرد کسی طرح اپنی نظر میں نہیں لاتے تھے آج پہلا دن ہے۔ جب دنیا کا سب سے بڑا حکیم، سب سے بڑا مصلح اور خدا کا آخری پیغمبر اپنے آخری خطبہ میں اس بے کس وکمتر گروہ کے مستقل حقوق قائم کرکے انہیں زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔ اور تہذیب کے فساد نے معاشرت کے جس ایک ضروری حصہ کو گوشۂ ذلت میں اس قساوت قلبی کے ساتھ پھینک دیا تھا کہ مرد کے بڑے سے بڑے کسی ظلم کے مقابلے میں عورت کے لب فریاد کے چند لفظ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے آج کے ارشادات کے بعد انہیں باعزت زندگی کا پروانہ آزادی دستیاب ہوا فرمایا کہ:

لوگو! عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں ان کی زندگی کی ہر مسرت اور ان کے قول وفعل کی ہر متاع صرف تمہارے لئے ہو۔ اگر وہ غیروں سے تعلق رکھیں اور غیروں کو تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں آنے دیں۔ جنہیں تم پسند نہیں کرتے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم انہیں منع کرو ان سے اپنا بستر الگ کر لو۔ اور مناسب حد تک تادیب وتہذیب کے لئے انہیں مارو۔ اگر اس طرح وہ برائی سے باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں۔ تو ان کا کھانا اور کپڑا تم پر واجب ہے۔ تمہاری نظروں میں عورتیں بہت ذلیل ہیں وہ بیچاریاں حقوق ملکیت سے محروم ہیں۔ تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اس کے حکم سے جواز مقاربت کی اجازت حاصل کر چکے ہو عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور ان سے خیر خواہی کا معاملہ کرو۔"

آپ کی پاکیزہ تعلیم سے اہل عرب مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن ان بادہ نشینوں میں ابھی تک جاہلیت کی عادتیں باقی تھیں اور اسلامی تہذیب انہیں مکمل طور پر متاثر نہیں کر سکی تھی خطرہ تھا کہ ان میں غارت گری اور خون ریزی کا جذبہ پھر ابھر نہ آئے اس لئے آپ نے فرمایا کہ لوگو! مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تمہارے کسی بھائی کو کوئی چیز تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ رضامندی سے نہ بخش دے۔ دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو کیونکہ میں تے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اور یاد رکھو وہ چیز "قرآن" ہے۔

وحدت انسلامی کی منزل میں اس وقت بھی اور آج بھی سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب نسلی تفوق اور گروہی برتری کا تھا۔ آپ نے روئے زمین کے سارے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا۔ اور ان تمام بندشوں کو جو بنی نوع انسان نے نسبی شرافت اور خاندانی عظمت کی بنیاد پر باہمی مساوات کے سلسلہ میں پیدا کر رکھی تھیں۔ بیک قلم اٹھا دیا۔ اور فضیلت کا مدار صرف تقویٰ کو قرار دے کر فرمایا کہ:

لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے۔ سارے لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ کسی عربی کو عجمی پر بجز تقویٰ کے فضیلت حاصل نہیں۔ اس کے بعد آپ نے چند ایسے اصول واحکام کا اعلان فرمایا جو زمانہ جاہلیت کی رسوم سے بہت کچھ مختلف تھے اور تمام صحرا نشین بدوؤں اور دُور دراز علاقہ کے ... تک ان کو پہنچا دینے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔ ار... :

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا حصہ ... دے دیا

(باقی ۱۹ پر)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر کا انتقال

دنیائے علم وادب کا عظیم محسن رخصت ہو گیا۔

ماہنامہ "طیب" دیوبند کے مدیر شہیر جناب سید نسیم اختر شاہ قیصر نے حضرت میاں محمد اجمل قادری کے نام درج ذیل مکتوب غم ارسال کیا ہے:۔

مخدومی سلام مسنون

۲۷ نومبر ۸۵ء کی شام والد صاحب مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر صاحب مرحوم کا وصال ہو گیا ان کے لئے ایصال ثواب بلندئ درجات اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمائیں

والسلام

نسیم اختر شاہ قیصر

دیوبند

حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر مرحوم امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے فرزند اکبر تھے ان کی عمر ۶۷ برس تھی وہ پوری نصف صدی سے سرزمین دیوبند کے آسمان علم وادب اور صحافت و دانش پر ماہتاب عالمتاب بن کر جگمگا رہے ہیں۔ ایک درجن کے قریب جرائد وصحف کے وہ رئیس التحریر رہے ان کی محفلیں اسلاف کے تذکروں سے معمور رہتی تھیں۔ عصر حاضر میں دیوبند کی علمی عظمت اور ادبی رفعت کی وہ پہچان سمجھے جاتے تھے۔ ایک عالم انہیں اقلیم قرطاس وقلم کا بے تاج بادشاہ تسلیم کرتا تھا۔ برصغیر پاک وہند کے دینی و ادبی رسائل وجرائد ان کے مضامین سے اپنی مانگ میں سیندور بھرا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم کے قلم کی جولانیوں نے اردو ادب کے دامن کو وہ انمول ہیرے اور جواہرات عطا کیے جن کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے جب بھی دینی موضوعات کو کوثر وتسنیم سے دھلے قلم کے ساتھ طبع آزمائی کی تو اپنے ہر قاری سے داد وتحسین وصول کی۔

ان کے انتقال سے دنیا ایک بلند پایہ ادیب، مصنف، مفکر، اور صاحب علم ودانش شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔ اردو صحافت کا عظیم محسن اس دار فانی سے کوچ کر گیا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے پسماندگان اور اہالیان دیوبند ہی نہیں پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے ان کے عقیدتمندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے — ادارہ خدام الدین سید نسیم شاہ صاحب قیصر کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

بقیہ : بچوں کا صفحہ

جناب صدر محترم اور میری بہنو! آئیے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اپنی توحید کا بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی توفیق دے اور شرک وگمراہی کی پھیلی ہوئی

طبّی مشورے

براہِ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

شوگر

س: میں عرصہ پندرہ سال سے شوگر کا مریض ہوں۔ اس عرصہ میں ڈاکٹری، یونانی، ہومیوپیتھک علاج کرا چکا ہوں۔ ادویات کے استعمال اور پرہیز کے باوجود آرام نہیں آیا۔ قوتِ مدافعت قریباً ختم ہو چکی ہے۔ نظر اور دانت بھی کمزور ہو گئے ہیں۔ دانتوں سے خون بہتا رہتا ہے۔ پیشاب اور پیاس کی زیادتی بدستور ہے اور آپ کے پاس اس موذی مرض کی کوئی دوائی ہو تو مطلع کریں۔

عبدالرحمٰن بھٹی چیف اکاؤنٹنٹ
کوہاٹ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ۔ پشاور

ج: آپ دواؤں پر انحصار چھوڑ دیں اور درج ذیل گذارشات پر عمل فرمائیں:۔

۱۔ روزانہ صبح نماز فجر کے بعد ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد اور ایک لیموں کا رس ملا کر نیم گرم پیا کریں۔

۲۔ صبح ایک دو میل پیدل سیر کیا کریں۔

۳۔ بھنے ہوئے سیاہ چنے کھا کر دودھ کی پیالی پی کر ناشتہ کریں۔

۴۔ بیسن کی روٹی۔ پکوڑے وغیرہ کھائیں۔ کریلے، قیمہ، لبلبہ گردہ کھایا کریں۔

۵۔ جامن کی گٹھلیاں پیس کر روزانہ ۶ ماشہ پانی کے ساتھ کھایا کریں۔ جامن کے موسم میں بکثرت جامن کھائیں۔ دانتوں کے خون کے لئے پوست کیکر پانی میں جوش دے کر اس کی کلیاں کیا کریں۔ کھانے کے بعد صبح دوپہر شام ۳ ماشہ سونف کھایا کریں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

بہرہ پن

س: راقم کی عمر ۸۰ سال ہے۔ گذشتہ عید بعد نماز ظہر ۱۰۷ درجے کا بخار ہوا بے ہوشی ہوگئی۔ ڈاکٹر آیا ٹیکے لگائے، ۴ بجے بخار اتر گیا لیکن سماعت بند ہو گئی۔ میو ہسپتال کے سب چھوٹے بڑے ڈاکٹروں نے کہا کہ کانوں میں بلغم جم گئی ہے کیپسول گولیاں وغیرہ کھائیں۔ پانچ مہینے ہو گئے۔ فائدہ ندارد۔ براہ کرم کوئی علاج بتائیں۔

(نور اللہ، نسبت روڈ لاہور)

ج۔ جگنو تعداد ایک شیشی میں ڈالیں اور روغن کنجد سفید ۵ تولہ شیشی میں ڈال کر منہ بند کر کے دھوپ میں لٹکا دیں۔ دو ہفتے بعد جگنو نکال کر پھینک دیں یہ تیل روزانہ صبح و شام کانوں میں نیم گرم ڈالا کریں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

قبض اور نزلہ

س۔ میری عمر ۲۵ سال ہے آٹھ سال سے دائمی قبض اور نزلہ ہے کوئی مفید نسخہ لکھیں۔ (اسد بھیروی اکاڑہ)

ج: آپ روزانہ اطریفل زمانی ایک تولہ پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ رات سوتے وقت کھایا کریں۔ چاول اور دوسری ثقیل و بادی اشیاء سے پرہیز کریں۔